© rasailojaraid.com

ضیاء محمد ضیاء

بلاغت کے چمن کا نغمہ پرداز

بُخاری بھی ہوئے رُخصت جہاں سے
دلوں پر کوہِ غم اِک اور ٹوٹا
نظر آتا ہے ویرانی کا عالم
یہ کون اُٹھا کہ فریاد اُٹھ رہی ہے
دریغا ملتِ اسلامیہ آج
اسیرِ کاروانِ اہلِ ایماں
وہ ساقی جس سے میخانہ تھا آباد
تہی ہے اب فضا اپنے چمن کی
درخشاں تھی جبیں جس سے وطن کی
بھڑک اُٹھا ہے دل میں شعلۂ غم
بہر سُو نالہ و آہ و بکا ہے
ہوا رُخصت امیرِ جیشِ احرار
وہ افرنگی ملوکیت کا دشمن
فلک کو چیرتی تھی جس کی تکبیر
وہ تقدیسِ شریعت کا محافظ
نگہ اس کی جمالِ حق سے روشن
وہ مردِ حق، وہ درویشِ خدا مست
عطا جس کو ہوئی تھی چشمِ بینا
توکّل اور قناعت کا نمونہ
فقیرِ بے سرو ساماں کہ جس نے
رہا اس رزمگاہِ زندگی میں
وہ غازی، وہ مجاہد، وہ قلندر
رہا باطل سے دائم برسرِ جنگ
بتاتا تھا ہمیں اپنے عمل سے
زمیں تھی اس کی بے باکی پہ ششدر
غنا و فقر کا وہ نقشِ سادہ

فضا معمور ہے آہ و فغاں سے
گری اِک اور بجلی آسماں سے
یہ کون آج اُٹھ گیا ہے درمیاں سے
دلِ مرد و زن و پیر و جواں سے
ہُوئی محروم مردِ راہ داں سے
بچھڑ کر جا رہا ہے کارواں سے
اُٹھا ہے آج بزم میکشاں سے
نوائے عندلیبِ نغمہ خواں سے
وہ ماہِ ضوفشاں لائیں کہاں سے
ہے جاری جُوئے خوں چشم رواں سے
بہر سُو محشرِ شیون بپا ہے
گروہِ اہلِ حُریت کا سالار
وہ آزادی کی عظمت کا پرستار
فضا میں. گونجتی تھی جس کی للکار
وہ ناموسِ رسالت کا نگہدار
دل اس کا عشقِ پیمبر سے سرشار
رہا دل ،ماسوا سے جس کا بیزار
جسے بخشا گیا تھا قلبِ بیدار
حمیت اور خود داری کا معیار
نہ رکھا میر و سُلطاں سے سروکار
حوادث سے ہمیشہ گرمِ پیکار
وہ درویشی و استغنا کا پیکر
تھی اُس کے حوصلوں پر یہ فضا تنگ
کہ رُوباہی ہے شیروں کے لئے ننگ
تھا حق گوئی پہ اُس کی آسماں دنگ
وہ ذوق و شوق کی تصویر صد رنگ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ اُس کے شعلۂ تقریر کی آنچ / پگھل جاتے تھے جس سے آہن و سنگ
وہ اُس کا نعرۂ ھل من مبارز / لرز جاتی تھی جس سے رُوحِ افرنگ
وہ اُس کی رس بھری باتوں کا انداز / وہ اس کی پُرفسوں گفتار کا ڈھنگ
نوا پرداز تھا یُوں محفلوں میں / چمن میں جیسے اک مُرغ خوش آہنگ
صدا اُس کی جوابِ صوتِ بُلبل / نوا اس کی حریفِ نغمۂ چنگ
نہ بُھولے گا کبھی اس کو زمانہ / رہے گا دہر میں اس کا فسانہ
وہ میدانِ خطابت کا سبک تاز / وہ بزم شعر کا طاؤسِ طناز
گلستان فصاحت کا نوا سنج / بلاغت کے چمن کا نغمہ پرداز
تخیل میں ہمائے آسماں سیر / تفکر میں عقابِ چرخ پرواز
وہ اس کی زمزمہ خوانی کا اسلوب / وہ اس کی شعلہ گفتاری کا انداز
وہ اس کے نالۂ پُردرد کا سوز / وہ اس کے نغمۂ پُرکیف کا ساز
سخن میں لحنِ داؤدی کی تاثیر / تکلم میں دم عیسیٰ کا اعجاز
خطیب بے مثالِ عصرِ حاضر / جو تھا اپنے حریفوں میں سر افراز
جو اربابِ شریعت کا تھا ہمدم / جو اصحاب طریقت کا تھا ہمراز
وہ ملت کے لئے سرمایۂ فر / تھا جس کی ذات پر اسلام کو ناز
سُنیں گے اب کہاں ہم اس کی باتیں / سُنیں گے اب کہاں ہم اس کی آواز
ہوئی دورِ سلف کی داستاں بس / ضیاء تم بھی کرو اپنا بیاں بس۔

سر شیخ عبدالقادر، کی جان پہچان اور تعلقات کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ سر سید احمد خاں سے لے کر سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور داغ سے لے کر حفیظ جالندھری تک، ہر شخص سے ان کے یکساں مراسم تھے۔ باتیں کرنے پر آتے یا گزری ہوئی صحبتوں کا حال بیان کرتے تو سماں باندھ دیتے تھے۔ حافظے کی یہ کیفیت تھی کہ نصف صدی قبل کے واقعات ان کے ذہن میں یوں محفوظ تھے گویا کل کی بات ہے۔ تفصیلات و جزئیات تک یاد تھیں۔ ایک روز فن خطابت پر گفتگو ہو رہی تھی۔ محفل میں کسی شخص نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سحر کلامی کی بہت تعریف کی۔ شیخ صاحب کہنے لگے۔ ہاں بھائی، عطاء اللہ شاہ بخاری خوب بولتے ہیں۔ لیکن محسن الملک مرحوم بھی کسی سے کم نہ تھے۔

(عاشق حسین بٹالوی۔ چند یادیں چند تاثرات ص ۳۵)

© rasailojaraid.com